ایڈیٹر :- غلام نبی ؏ انچارج - محفوظ الحق علمی

نمبر ۶۳ | مورخہ ۱۲ر فروری سنہ ۱۹۲۴ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۶ر رجب سنہ ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

۷ر فروری پانچ بجے خبر آئی کہ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری گمٹھالیاں سے آتے ہوئے گھوڑے پر سے گر گئے اور سخت چوٹیں آئیں امرتسر میں زیر علاج - یہ سنتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح نے جناب شاہ ولی اللہ صاحب و ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب وغیرہ کو روانہ فرمایا جو راتوں رات بارش اور سرد ہوا میں براہ سڑک بٹالہ سے امرتسر میں پہنچے - آج ۹ر فروری کو واپس آئے - جناب شیخ صاحب کو نسبتاً آرام ہے + ۸ر فروری بعد جمعہ مجلس ارشاد کا جلسہ ہوا خاکسار علمی نے "میثاق النبیین" پر اردو میں اور مولوی عبدالواحد صاحب متعلم مولوی فاضل نے "صداقت مسیح موعود" پر عربی میں تقریر کی - صدر جناب چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم اے تھے ۹ر فروری زیر صدارت حافظ روشن علی صاحب مجلس مبلغین کا اجلاس ہے - بعض مبلغین تقریریں فرمائینگے -

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

اباڈوم میں احمدیہ تبلیغی جلسہ

حق کی فتح باطل کا فرار - ۱۷ نئے احمدی

(نوشتہ مولوی حکیم فضل الرحمٰن صاحب)

اباڈوم میں جلسہ

سالٹ پانڈ سے شمال مشرق کو ۸۰ میل کے فاصلہ پر آباڈوم نام ایک قصبہ ہے جہاں عیسائیوں کا خاصہ مرکز ہے - تین چار سکول ہیں - اسجگہ ہماری جماعت بہت تھوڑی سی ہے - وہاں پر ۲۹ اور ۳۰ر نومبر ۱۹۲۳ء کو ہمارا جلسہ قرار پایا تھا چنانچہ میں ۲۸ نومبر کو وہاں پہنچ گیا - مگر افسوس ہے کہ ہمارے احباب جیساکہ توقع تھی - وہاں نہ پہنچ سکے وجہ یہ کہ آج کل کا موسم فصل کوکو کی وجہ سے نہایت مصروفیت کا وقت ہے - اور محنت مزدوری و فصل کے سنبھالنے کے لئے دور دور تک لوگ نکل جاتے ہیں - لہذا صرف ایک صد کے قریب مندرجہ ذیل جماعتوں کے نمایندے حاضر ہو سکے -

(۱) آباڈوم (۲) اباکور (۳) اکوام کردم (۴) اس کوما (۵) ایبو کروم (۶) اکوچی (۷) آئین انسو آئم (۸) کو امن آٹا (۹) ڈاڈوماکو (۱۰) ایالی بیرم (۱۱) لیشیں وغیرہ وغیرہ -

۲۹ تاریخ نومبر بروز جمعرات بعد از ظہر جلسہ کا افتتاح کیا گیا - تعلیمی رنگ میں نماز و دیگر ضروری احکام اسلام پر لیکچر شروع کیا گیا - جو ۵½ بجے شام ختم کیا گیا - پھر جلسہ بعد نماز مغرب ۷ بجے شام شروع کر کے لیکچر کا بقیہ حصہ بیان کر کے دعا پر ۹ بجے شام جلسہ ختم ہوا ::

۳۰ تاریخ صبح ۹ بجے جلسہ کا افتتاح کیا گیا۔ بعض نئے احباب شامل جلسہ ہونے کو آگئے تھے۔ لہذا کل والے لیکچر کو مختصر طور پر دہرا کر نئے دن کی کارروائی شروع کی گئی۔

۳۱ اگست کو موضع ایسام کے جلسہ پر احباب نے درخواست کی تھی۔ کہ میں سالٹ پانڈ سے مرکز کو تبدیل کرکے موضع ایسام مذکور میں سکونت اختیار کرکے اپنی زیر نگرانی ایک سکول جاری کردوں۔ چنانچہ منظوری اور اجازت حاصل کرنے کی غرض سے حضرت امام کے حضور گذارش کی گئی جس کی منظوری کا ارشاد ناظر صاحب تالیف و اشاعت کی طرف سے بذریعہ تار پہنچ گیا۔ نیز اسی جلسہ پر احباب نے مشن کی ضروریات کے لئے ایک موٹر لاری خریدنے کی تجویز کی تھی۔ لہذا آج احباب کے سامنے یہ بات پیش کی گئی۔ کہ مرکز کی تبدیلی کے متعلق حضرت امام کی اجازت آگئی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق فیصلہ کیا جاوے۔ نیز موٹر لاری کا چندہ چونکہ ابھی تک پوری رقم جمع نہیں ہوئی۔ اس تجویز پر بھی غور کی جائے کہ موٹر خریدی جاوے یا نہ؟ اگر خریدی جائے۔ تو باقی چندہ وصول کرنے کی کوشش کی جاوے۔ چنانچہ دس بجے یہ جلسہ ختم کرکے کھانے اور جمعہ کی نماز کے لئے جلسہ برخاست کرکے بعد نماز جمعہ احباب کو اپنی آراء پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔

مختصر سا مباحثہ

خطبہ جمعہ میں جان و مال کی قربانیوں یعنی انفاق فی سبیل اللہ اور تبلیغی حلقہ کو وسیع کرنے اور بالخصوص غیر احمدی علاقوں کے اندر تبلیغ کرنے کی تاکید کی گئی۔ ۲½ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔

موضع اکوچی کا امام محمد نام ہمارے سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے، تسبیح کے منکے نہ گننے، اور شیخ [...] ان کے وظائف و اوراد کے ادا نہ کرنے پر بہت غضب کھاتا اور ہمیشہ لوگوں سے بیان کیا کرتا کہ اگر کہیں دیکھ پائے۔ تو مجھے بتلائے کہ کیا معنی سینہ پر ہاتھ دھر کر نماز پڑھنے اور تسبیح کے منکے نہ گننے وغیرہ کے۔ میں بھی ہمیشہ مشتاق رہتا کہ اس کی ملاقات نصیب ہو۔ چنانچہ اس جلسہ پر وہ آگیا اور اپنے سوالات پیش کئے۔ جاہل اور ناخواندہ آدمی ہے۔ اور ایسے آدمی کو جواب دینا ہمیشہ مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ کتاب تو وہ پڑھ نہیں سکتا۔ جو کوئی بات اسکو دکھائی جاسکے۔ مگر الٰہی تصرف بھی عجیب چیز ہے۔ جو کچھ میں نے بیان کیا۔ اس نے اس کی تصدیق ہی کردی۔ اور مجھے حمد الٰہی کا موقع ملا۔ اس نے مزید غور کرکے سلسلہ میں داخل ہونے کا وعدہ کیا۔

بعدہٗ دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ اور احباب نے مرکز کی تبدیلی اور موٹر لاری کے خریدنے کے متعلق اپنی آراء پیش کیں۔ اور فیصلہ یہ ہوا۔ کہ (۱) موٹر لاری ضرور خریدی جاوے۔ جن احباب نے ابھی اس مد میں چندہ نہیں دیا۔ ان سے جلدی چندہ وصول کیا جاوے (کل رقم ۳۲۵ پونڈ درکار ہے۔ جس میں سے ۱۶۱ پونڈ چندہ جمع ہوچکا ہے۔ اس کی فہرست انشاء اللہ بعد میں شائع کروں گا) (۲) مرکز کی تبدیلی کے متعلق یہ فیصلہ ہوا کہ چونکہ اکثر احباب فصل کے موقع کی وجہ سے اس جلسہ پر نہیں پہنچ سکے۔ اس لئے جنوری ۱۹۴۳ء کے دوسرے ہفتہ میں ایک اور جلسہ مقرر کیا گیا۔ اس وقت احباب فصل کی مصروفیت سے فارغ ہوچکے ہونگے۔ لہذا اس موقع پر کامل غور کے بعد اللہ پر توکل کرتے ہوئے مرکز کی تبدیلی کا آخری فیصلہ کیا جاوے۔

حق کی فتح باطل کی شکست

کسی گذشتہ رپورٹ میں میں عرض کرچکا ہوں کہ عباس نام ایک غیر احمدی ملاں نے ہماری بعض جماعتوں کو خراب کرنے کی کوشش ناکام کرتے ہوئے ہمیں چیلنج دیا تھا۔ چنانچہ ہمارے احباب نے اس کے چیلنج کے جواب میں دو دفعہ بذریعہ رجسٹری خطوط کے اسکو لکھا کہ ہم مباحثہ بلکہ مباہلہ کے لئے بھی تیار ہیں۔ آؤ اور میدان میں نکلو مگر حق کا رعب غالب رہا اور جواب ندارد۔ اور یہ سب کچھ اللہ کے فضل اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے طفیل۔

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمدؐ

دشمن مقابلہ میں آکر شکست کھا جائے۔ تو اس میں عجیب لطف ہوتا ہے۔ مگر دشمن اگر مقابلہ پر ہی نہ آوے تو یہ ایک نہایت بین فتح ہوتی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ثم الحمد للہ۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

۱۷ نئے احمدی

دشمن تو پہلوں کو خراب کرنے کی کوشش میں تھا۔ مگر اللہ نے اور ہمیں نئے دوست بھی عطا کئے۔ چنانچہ جلسہ آیا ڈم کے موقعہ پر سولہ دوست سلسلہ میں شامل ہوکر حضرت امام کی غلامی میں داخل ہوئے جن میں سے پندرہ غیر احمدی تھے۔ اور ایک بت پرست۔ اور جلسہ سے سالٹ پانڈ واپسی پر ایک مبلغ کا خط ملا کہ مدت سے زیر تبلیغ تھے، خواندہ ہیں Kikam کے رہنے والے ہیں سالٹ پانڈ سے ساحل سمندر پر ۲۰ میل سے زیادہ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت بخشی۔ ان کا نام سلطان رکھا گیا۔ سب احباب کے اسلامی نام درج ذیل ہیں

(۱) برکت (۲) سعید (۳) یعقوب (۴) یوسف (۵) آدم (۶) آدم (۷) سلیمان (۸) داؤد (۹) آدم (۱۰) موسیٰ (۱۱) موسیٰ (۱۲) الحسن (۱۳) آدم (۱۴) یعقوب (۱۵) اسحٰق (۱۶) عثمان (۱۷) سلطان۔ اللہ تعالیٰ سب کو استقامت بخشے۔ آمین

قصبہ Kikam جہاں پر برادرم سلطان صاحب ایمان لائے ہیں۔ وہاں اور بھی تین خواندہ عیسائی زیر تبلیغ ہیں۔ خط و کتابت ہو رہی ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ کریم انکو بھی ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

میں اپنے احباب سے اپنے ان دور افتادہ بھائیوں کیلئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اور نہایت عاجزانہ طور پر درخواست کرتا ہوں۔ گو یہ لوگ بے علم ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلکہ آپکے خلفاء میں سے بھی کسی کی صحبت سے انہوں نے فیض نہیں لیا انکو دیکھ کر مجھے شرم آتی۔ اور میرا دل پانی ہوکر بہنے لگتا ہے۔ یہ لوگ غریب ہیں۔ اور یہاں غربت ہمارے ملک سے زیادہ ہے مگر پھر بھی ان میں ایسے وجود پائے جاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کام کو اپنے نفسوں پر مقدم رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے کھانے تک کی رقم چندہ میں دیدیتے ہیں۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ان کی تربیت کرنے سے اس خاک میں ملے ہوئے بہت سے موتی نکلیں گے۔ جو آج گرد آلود ہوکر اپنی معمولی دمک دکھا رہے

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۲ر فروری ۱۹۲۴ء

توراۃ انجیل فرقان اور مامور الٰہی کی پہچان

حکم شاہی کے ماتحت جب کوئی شخص کسی خدمت پر مامور ہوتا ہے۔ تو اس کے حلقہ اثر کے باشندوں کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اس مامور کے آگے سر تسلیم خم کریں۔ اگر کوئی رعایا میں سے اس حاکم مامور کی مخالفت کرتا ہے۔ تو سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اور دربار شاہی کا مجرم قرار پاتا ہے۔ کیونکہ حقیقت اور تعلق کی بنا پر وہ بادشاہ وقت اس حاکم مامور کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس کو اس نے اپنے حکم سے کہیں مقرر کیا ہو۔ ہر مامور حاکم کہہ سکتا ہے۔ کہ میرے ساتھ گورنمنٹ ہے۔ میری مخالفت گورنمنٹ کی مخالفت ہے، جب مجازی گورنمنٹ اور اس کے مامور حکام میں یہ امور مسلم طور پر مشہود ہیں۔ اور ہونے چاہئیں کیونکہ اگر گورنمنٹ اپنے مامور حکام کے ساتھ نہ ہو تو حکومت میں بہت کچھ خلل اور بدنظمی رونما ہو جائے یہ تو مجازی اور دنیاوی حکومت کا ذکر ہے۔ تو پھر وہ حکومت جو حقیقی اور آسمانی بادشاہت ہے کیونکر نظم و تنسیق سے خالی ہو سکتی ہے۔ آسمانی بادشاہت میں وہ بادشاہ حقیقی اپنے سفراء کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ان کو مقاصد میں کامیاب فرماتا ہے جس سے دنیا اس امر کا مشاہدہ کر لیتی ہے کہ یہ مدعی دعویٰ ماموریت میں صادق اور من عند اللہ ہے۔ فعلی طور پر خدا کا اپنے مامور کے ساتھ ہونا وہ امر ہے۔ جس کو از آدم تا ایندم تمام عالم کے باشندے مشاہدہ کرتے چلے آئے ہیں۔ آدم و نوح کے دور میں بھی یہی ہوا۔ ابراہیم و موسیٰ کے وقت میں بھی ایسا ہی دیکھا گیا۔ حضرت عیسیٰ اور سیدنا خاتم الانبیاء کے زمانہ ظہور میں بھی خدا نے ایسا ہی کیا۔ وہ اپنے پیارے اور مقدس ماموروں کے ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ وہ مقاصد میں کامیاب ہوئے۔ اور ان کے مخالف ناکام ؂

اس امر کے متعلق کہ خدا اپنے ماموروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور یہ ماموروں کی صداقت کا نشان ہے توراۃ و انجیل اور فرقان سے خدا کی قولی شہادات پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ خدا کے فعلی اور قولی قانون کی مطابقت کے مشاہدہ سے روح ایمان میں ایک کیف تازگی پیدا ہو۔

توراۃ

وقال اللہ ایضاً لموسیٰ ھکذا تقول لبنی اسرائیل یھوہ الٰہ اٰبائکم والٰہ ابراھیم والٰہ اسحٰق والٰہ یعقوب ارسلنی الیکم ھذا اسمی الی الابد وھذا ذکری الی دورٍ فدورٍ (خروج اصحاح ثالث آیت ۱۵)

پھر خدا نے موسیٰ سے کہا۔ کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہیو۔ کہ خداوند تمہارے باپ کے خدا ابراہام کے خدا اور اضحاق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ ابد تک میرا یہی نام ہے۔ اور ساری نسلوں میں یہی میرا تذکرہ ہے۔

خدا کا حکم سنکر حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ میں کون ہوں۔ جو فرعون کے پاس جاؤں۔ اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لاؤں۔ فقال انی اکون معک وھذا تکون لک العلامۃ انی ارسلتک (خروج ۳/۱۲)

خدا نے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ اور یہی اس امر کا نشان ہو گا کہ میں نے تجھے بھیجا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا کے مرسل کی صداقت کا یہ نشان ہے کہ خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ہر طرح اپنے مامور کی مدد کرتا ہے۔ اور اپنی فعلی شہادت سے اس کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے ؂

انجیل

مسیح نے فرمایا۔ "جس نے مجھے بھیجا وہ میرے ساتھ ہے۔ اس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ کیونکہ میں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں۔ جو اُسے پسند آتے ہیں" (یوحنا باب ۸)

اس عبارت انجیل میں صاف طور پر مسیح نے خدا کا اپنے ساتھ ہونا بطور نشان صداقت پیش کیا ہے توراۃ و انجیل کے بعد اب ہم

قرآن مجید

کو دیکھتے ہیں۔ تو صاف الفاظ میں یہی معیار ملتا ہے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔ (سورہ توبہ آیت ۴۱) اپنے رفیق سے حضرت رسول اللہ صلوات اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ مت ڈر خدا ہمارے ساتھ ہے۔ سو در حقیقت خدا آنجناب کے ساتھ تھا۔ جبھی تو باوجودیکہ آپ کے ساتھ کوئی لشکر نہ تھا۔ کوئی دولت نہ تھی۔ کوئی طاقت نہ تھی لیکن پھر بھی آپ منکروں کے دولتمند اور طاقتور لشکروں پر غالب آگئے۔ اور دنیا نے عیاناً دیکھ لیا۔ کہ خدا آپ کے ساتھ ہے۔

پھر آج

وہی خدا جو حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا۔ جو حضرت عیسیٰ کے ساتھ جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اس دور میں نئی تجلی کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ اور وادیٔ قادیان سے یہ صدا بلند ہوئی۔

ان اللہ تجلّٰی بالبسۃ جدیدۃ فقوموا ایھا الغافلون (آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۸)

خدا نے اپنے ایک مقدس بندے کو منصب ماموریت پر قائم کیا۔ جس نے ہزاروں پیاسوں کو ابدی زندگی کے چشمہ تک پہنچا دیا ہے۔ خدا نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا ؂

(الہام) "میں تیرے ساتھ اور تیرے تمام پیاروں کے ساتھ ہوں" (البشریٰ)

اس ناصور آلہی نے بھی بارہا صاف صاف فرمایا کہ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ وہ میرے ساتھ ہے پس صداقت اور اس کا معیار جیسا کہ پہلے ثابت اور قائم ہوتا رہا۔ آج بھی پورے شان سے موجود ہے۔ (الحق لدھیانہ صفحہ ۱۲۲)

جس طرح اگلے زمانوں میں پہلی مخلوق نے ان پاک ہستیوں کو پایا۔ جن کے ساتھ خدا تھا۔ آج ہم نے بھی وہ مقدس وجود دیکھا۔ جس کے ساتھ خدا تھا۔ اور جس پر صداقت شعار روحوں کو ناز رہا۔ ہماری جان بآواز بلند ہر ایک روح کو مخاطب کرکے وہی کہہ رہی ہے۔ جو خدا نے کہا ہے

سِتَمْ اعلاء وبیں از رہ تحقیر
بہ دو دانش رسولاں ناز کردند،

کیا یہ مباہلہ ہے؟

ہم نے ایک اقرار نامہ دیکھا ہے۔ جو نواب خان عظمت علی خان۔ مہر علی خان راجپوتان۔ مریداں پیر جماعت علی شاہ صاحب ساکنان سٹروعہ نے لکھا ہے اسمیں مندرجہ ذیل فقرات ہیں۔ کہ "ہم مظہران مریدان پیر جماعت علی شاہ کا مباہلہ بہ ایں سید رحمت علی شاہ و بھنو خان وعلی محمد سے نسبت "دعاوی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی قرار پایا ہے"

پھر صورت مباہلہ ونتیجہ وانجام مباہلہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں :-

"دعا کرتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب موصوف اپنے ان تمام دعادی میں صادق نہیں۔ تو ہم تینوں کو عرصہ ایک سال کے اندر فنا کردے اور ہماری موت سے مرزا صاحب کی صداقت ثابت کردے اور یہ احمدی صاحبان اس عرصہ معین میں زندہ رہیں۔ اور اگر مرزا صاحب موصوف کاذب ہیں۔ تو ان تینوں مریدوں مرزا صاحب کو عرصہ معین کے اندر فنا کردے۔ اگر فریقین سے عرصہ معین کے اندر کوئی فنا نہ ہووے۔ یا مریدان پیر صاحب سے ایک بھی زندہ رہے۔ تو مرزا صاحب اپنے دعادی میں کاذب ہیں"
(۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۳ء)

یہ الفاظ اول سے آخر تک کتاب وسنت کی تعلیم وہدایت کے خلاف ہیں۔ اور بے انصافی پر مبنی ثم نبتہل فنجعل لعنة اللہ علی الکاذبین میں لعنت کا یہ مفہوم نہیں۔ کہ ضرور موت سے ہی ہلاکت واقع ہو۔ بلکہ لعنت عذاب آلہی کے لئے عام لفظ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لعنت بصورت موت پڑے یا زندگی ہی میں تباہ کن مصیبت لاتے۔ اور ذلت ورسوائی کے گڑھے میں ڈالے۔ اسی طرح یہ بھی عجیب بات ہے۔ اگر فریقین سے عرصہ معین کے اندر کوئی فنا نہ ہووے یا مریدان پیر صاحب سے ایک بھی زندہ رہے۔ تو مرزا صاحب اپنے دعاوی میں کاذب۔ مگر مریدان پیر جماعت علی شاہ صاحب بہر حال سچے ان کے لئے یہ شرط نہیں۔ حالانکہ لفظ مباہلہ فریقین کے لئے یکساں نتیجہ پیش کررہا ہے۔ ہاں ان لوگوں نے جو اپنے حق میں خود دعا موت بصورت صداقت (سیدنا) مرزا صاحب مانگی ہے۔ اغلب ہے کہ ان کو اسی پیالہ سے پلایا جائے۔ جو وہ اپنے لئے طلب کررہے ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا لعنت کے معنے موت ہی ہیں۔ اور کہ زائد باتیں بھی پوری ہوں۔ جو انہوں نے خلاف کتاب وسنت بڑھادیں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے مسامع مقدس تک جب یہ امر لایا گیا۔ تو حضور نے جو مکتوب بھجوایا وہ درج ذیل ہے۔ جس سے جماعت احمدیہ کے تمام افراد کو مباہلہ کی اصل صورت معلوم ہوسکتی ہے ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ علم الدین حاصل کریں اور جب کوئی ایسا اہم معاملہ پیش آئے۔ تو اس کے لئے اپنے امام سے ہدایات حاصل کرلیا کریں۔ غلطی انسان سے ہو ہی جایا کرتی ہے۔ مبارک وہ جو دنیا کی جھوٹی عزتوں کے لئے حق نہیں چھوڑتا۔ اور ٹھوکر کھانے سے پہلے سنبھل جاتا ہے۔ الحکم قادیان

(نقل مکتوب حضرت امام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی! السلام علیکم

آپ کا خط مباہلہ کے متعلق حضور کی خدمت میں پہنچا۔ حضور فرماتے ہیں :-

بالکل غلط اور قرآن شریف کے اصول کے بالکل خلاف مباہلہ کیا گیا ہے۔ اول تو مرنے کی شرط باطل ہے۔ قرآن شریف میں لعنت کا لفظ ہے۔ لعنت پڑ جائیگی۔ جس طرح خدا چاہے۔ لعنت پڑیگی۔ دوسرے مباہلہ کے معنی ہیں ایک ساں عذاب آنا۔ اس مباہلہ میں ایک طرف کے عذاب کی شرط رکھی گئی ہے۔ یعنی دونو فریق نہ مریں تب بھی مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوں۔ اس مباہلہ کی مثال تو اس عورت کی ہے۔ جو کسی ہمسایہ کے گھر آٹا پیسنے آئی۔ جب وہ دانے پیسنے لگی۔ تو گھر کی مالکہ نے کہا کہ لا بہن میں پیس دیتی ہوں۔ اس نے جب دیکھا۔ کہ وہ خود پیسنے لگ گئی ہے۔ تو کہا کہ تو میرا کام کررہی ہے۔ لا میں تیرا کام کردوں۔ یہ کہکر اس کی روٹی سے ڈھکنا اٹھا کر کہا تو میرے دانے پیس۔ میں تیری روٹی کھاتی ہوں۔ یہی حال آپ کے مباہلہ کا ہے۔ اگر احمدی مرجائیں۔ تب بھی مرزا صاحب جھوٹے اگر زندہ رہیں تب بھی۔ اس سے زیادہ حماقت کا مباہلہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ اگر احمدیوں کے زندہ رہنے سے مرزا صاحب جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ تو دوسرے فریق کے زندہ رہنے سے اسلام کیوں جھوٹا نہیں ثابت ہوگا جو ان کے نزدیک اسلام ہے۔ مباہلہ کا لفظ ایسے باب سے ہے۔ جس کا اثر دونو پر ایک ساں پڑتا ہے۔ پس جو شرط احمدیوں کے لئے کی گئی ہے۔ وہی دوسرے فریق کے لئے کرنی پڑیگی۔ تب جاکر مباہلہ ہوگا۔

خاکسار رحیم بخش۔ قادیان دار الامان

رپورٹ مباحثہ اٹاوہ

فتنہ ارتداد کے مقابلہ میں احمدیوں کی کامیابی اخباروں میں پڑھ کر اور اپنی آنکھوں سے دیکھکر متعصب غیر احمدیوں کے دلوں میں آتشِ حسد مشتعل ہوئی۔ آریوں سے پیٹھ پھیر کر انہوں نے جابجا احمدیوں کے مقابلہ میں مخالفت کی آگ بھڑکانی شروع کی۔ جس کی چنگاڑوں سے اٹاوہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ بچ سکا۔ چند شوخ و بیباک منصوبہ بازوں نے ایک ہندو مشرک کو ملہم و مامور من اللہ بنا کر اس کی طرف سے ٹریکٹ شائع کئے۔ اخبارات میں مضامین لکھے۔ جب بعض احمدیوں نے اس پنڈت کے پاس پہنچ کر بالمشافہ گفتگو کر کے اس کا ناطقہ بند کر دیا۔ تو وہ بیچارہ میرے پاس آکر معافی کا خواستگار ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے مشورہ کر کے مولوی محمد شبیت ولد مولوی احمد حسین صاحب شوکت چکڑالوی کو بلایا۔ مولوی صاحب موصوف نے اٹاوہ پہنچ کر مسجد بازار گنڈی میں وعظ کیا۔ اور بمصداق ؎ اگر پدر نتواند پسر تمام کنند۔ ضمیمۂ شحنۂ ہند کی یاد بیچکڑ بازوں کے دلوں میں تازہ کر دی۔ مُنچلی طبعتیں جوش میں آگئیں فتنۂ ارتداد کے لئے سرمایہ جمع کرنیکا بہانہ کر کے محلہ محلہ میں مجالس وعظ کا انعقاد قرار پایا۔ ایک صاحب اسمٰعیل خاں نام کے مکان پر شب کو مجلس وعظ منعقد ہوئی۔ چند احمدی بھی مولوی صاحب کی قوتوں کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس مجلس میں شریک ہوئے۔ سید معصوم علی صاحب مبلغ انجمن احمدیہ اٹاوہ نے ایک اشتہار صداقت مسیح موعودؑ کے ثبوت میں مولوی صاحب کی تشریف آوری سے بہت پہلے شائع کیا تھا۔ ایک غیر احمدی حجام عبداللہ نام نے وہ اشتہار مولوی صاحب کو اس امید پر دیدیا کہ مولوی صاحب اس کے دلائل توڑ دینگے۔ مگر ان دلائل کو تو مولوی صاحب نے چھوا بھی نہیں۔ ٹھمری ٹپہ اور بھاؤ سے فارغ ہو کر احمدیوں کو گالیاں دیں۔ اور پھبتیاں اڑائیں۔ بعض طبع زاد فقرے حضرت اقدس کی کتابوں کی طرف منسوب کر کے شور مچانے لگے۔ کہ میں احمدیوں سے اکیس مباحثے کر چکا ہوں۔ میرے سامنے کسی احمدی عالم کی کیا مجال ہے۔ کہ زبان ہلا سکے۔ اس لئے میں احمدیوں کو چیلنج دیتا ہوں۔ غرض یہ اور ایسے ہی اور فقرے کہکر جب مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔ اور جلسہ ختم ہوا تو سید معصوم علی مبلغ انجمن احمدیہ اٹاوہ نے اوسی جلسہ میں مولوی صاحب کے پاس جا کر علی الاعلان کہا کہ آپ کا چیلنج منظور ہے۔ یہ سن کر مولوی صاحب کو پسینہ آگیا۔ ساری چوکڑیاں بھول گئیں۔ چھکے چھوٹ گئے۔ روباہ بازیاں کرنے لگے۔ کہ ابھی اس وقت موقع اور ہے۔ دیکھو آریوں کا زور ہے۔ ہم سب کو مل کر دشمنوں کے مقابلہ میں کام کرنا چاہیئے۔ میں یہ سمجھا تھا۔ کہ کسی احمدی نے اشتہار مجھے چھیڑنے کے لئے دیا ہے۔ اب معلوم ہوا۔ کہ ایسا نہیں۔ اس لئے میرا چیلنج ویلنج بھی کچھ نہیں۔ آپ بھی جانے دیں۔ سید معصوم علی نے جواب دیا۔ کہ چیلنج تو جناب نے ہی دیا تھا۔ اب اگر وہ چیلنج کچھ نہیں۔ تو ہماری طرف سے بھی چھیڑ چھاڑ کچھ نہیں۔ اس پر سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ رات کی خبر صبح کو سارے شہر میں مشہور ہو گئی۔ جو شیلے غیر احمدیوں نے کہا کہ مولوی صاحب نے چیلنج واپس لے کر ہماری ناک ہی کٹا دی۔ پھر کیا تھا۔ انہوں نے مولوی صاحب کے پاس پہنچ کر ان کی بہت بندھائی۔ اور ان کو غیرت دلائی۔ اکسایا بھڑکایا۔ نشیب و فراز دکھایا۔ جوش دلایا۔ اسلئے مولوی صاحب کا جوشِ غضب حدِ اعتدال سے گذر گیا۔ اب انہوں نے ٹڈی دل دشمنوں کی مدد سے مٹھی بھر بیکس مظلوم احمدیوں پر ستم ڈہائے۔ ان کو خنجرِ زبان سے مجروح بنانے اور تکفیر و تضلیل کے فائروں کا نشانہ ٹھہرانے کے لئے عزم بالجزم کر لیا۔ اور اس غرض کی تکمیل کے لئے انہوں نے احمدیوں کے پڑوس میں ایک جلسہ وعظ کے بہانے سے رات کے وقت منعقد کیا۔ جس میں احمدیوں کو بھی وعظ سننے کی ترغیب دے کر بلایا۔ کئی احمدی جو غیر احمدیوں کے بد منصوبوں سے بے خبر تھے۔ اس جلسہ میں شریک ہوگئے۔ غرض اس جلسہ میں مولوی صاحب اور ان کے ہمصفیروں نے تہذیب و شرافت دیانت و انسانیت کا جس قدر خون کیا۔ اس کی پر درد داستان حوالہ قلم نہیں کی جاسکتی۔ احمدیوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر کاربند ہو کر نہایت صبر و سکون سے کام لیا۔ فجزاھم اللہ خیرا۔ مگر چونکہ مولوی صاحب نے اس جلسہ میں بڑے زور شور سے پھر احمدیوں کو چیلنج دیا۔ اور گپ زنی کی۔ کہ قادیان کے تمام علماء بلائے جائیں۔ میں ان سے تنہا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ اس لئے سید معصوم علی صاحب احمدی مبلغ نے جو اس جلسہ میں موجود تھے۔ بلند آواز سے مولوی صاحب کا چیلنج منظور کیا۔ یہ واقعہ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء وقت شب کا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء تک اپنے علما بلالو۔ اور صداقت نبوت مرزا صاحب پر تقریری مباحثہ کر لو۔ سید معصوم علی صاحب نے اسے منظور کر لیا۔ اور یہ بھی کہدیا۔ کہ تحریری مباحثہ کرنا ہو۔ تو کل صبح سے ہمارے سیکرٹری صاحب سے مباحثہ شروع کر دو۔ مگر مولوی صاحب نے اصرار کیا۔ کہ باہر سے احمدی مناظر بلایا جائے۔ اور تقریری مباحثہ ہی ہو آخر سید معصوم علی صاحب اور مولوی صاحب دونوں نے ایک ایک مختصر پرچہ لکھکر ایک دوسرے کو دے دیا جو لفظ بلفظ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (نقل پرچہ)

سید معصوم علی صاحب اور مولوی محمد شبیت صاحب کے مابین مناظرہ اس شرط پر طے ہوا ہے۔ کہ صداقت نبوت مرزا صاحب پر تقریریں ہونگی۔ جو فریق اپنے ثبوت میں ناکام رہے۔ وہ فریق ثانی کے مذہب کو اختیار کرے گا۔ اور مناظرہ کیلئے چار روز کی میعاد ہے۔ محمد شبیت محمدی بقلم خود ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء۔ آج ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء سے ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء مقرر ہوئی۔ محمد شبیت بقلم خود

اس قرارداد کی وجہ سے ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو ہماری طرف سے ایک پرجوش حق پسند اہلحدیث شیخ محمد صدیق صاحب اپنے صرفہ سے امیر وفد المجاہدین کے پاس کسی احمدی عالم کو بلانے کیلئے میرا خط لے کر آگرہ تشریف لے گئے۔ میں نہایت شکر گذار ہوں۔ کہ جناب بابو فرزند علی (خان صاحب) قائم مقام امیر وفد المجاہدین نے

نے از راہ مہربانی ہماری درخواست منظور فرما کر مولانا جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مقیم قایم گنج ضلع فرخ آباد کو تار دیا۔ کہ وہ فوراً اٹاوہ پہنچ جاویں چنانچہ اس تار کے مطابق مولانا موصوف ۲۳ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو صبح کی اکسپریس سے اٹاوہ پہنچ گئے۔ احمدیوں کو ان کی تشریف آوری سے نہایت مسرت ہوئی۔ اور غیر احمدیوں میں کھلبلی مچ گئی۔ شرائط مباحثہ طے ہونے کے لئے میں نے مولوی محمد شیث صاحب کو ایک خط بتاریخ ۲۱ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء لکھا تھا۔ اس کے جواب میں مولوی صاحب نے لکھا۔ "سب کا فیصلہ ایک مجمع عام میں طے ہونے کے بعد یہ امر طے ہو چکا ہے۔ جو کہ تحریرات میں آچکا ہے۔ اب آپ کو کوئی عذر یا اعتراض کرنے کا حق حاصل ہی نہیں ہے۔" میں نے مولوی صاحب کی خدمت میں جواباً تحریر کیا۔ کہ جناب من میں سیکرٹری انجمن احمدیہ کی حیثیت سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ میں نے سید معصوم علی صاحب کو آپ کا چیلنج منظور کرنے کی اجازت دی تھی۔ مناظر کون ہوگا؟ شرائط مناظرہ کیا ہونگے۔ اس کے متعلق میں نے ان کو کوئی اجازت نہیں دی تھی۔ آپ اگر سید معصوم علی صاحب سے ہی مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ تو ان سے مباحثہ کر لیں۔ مگر اس مباحثہ کا اثر انفرادی و شخصی ہوگا جماعت احمدیہ اٹاوہ پر اس کا اثر نہیں ہو سکتا اگر آپ جماعت احمدیہ اٹاوہ پر اس کا اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ تو میرے خط کا مفصل جواب دیں۔ شرائط کا تصفیہ کر لیں اور مسائل مباحث جو میں نے پیش کئے ہیں۔ ان پر مباحثہ منظور فرما دیں۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا۔ کہ جناب کے چیلنج سب نمائشی تھے۔ اور [illegible] طبل بلند بانگ و در باطن ہیچ کا مضمون ہے۔ مولوی صاحب نے اس خط کا نہ جواب دیا۔ نہ رسید دی اور کہا کہ آئندہ میرے پاس پرچہ نہ لایا جائے۔ رسیدوں کے مارے میری ناک میں دم آگئی ہے۔ وہ رسیدیں قادیان بھیجکر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم نے ایسی تبلیغ کی۔ کہ مولوی صاحب ہم سے جی چرا کر چلائے۔ مولوی صاحب کے اس بیان کے متعلق ہمارے پاس مسمی ولی محمد حجام حنفی مذہب کا تحریری بیان حلفی موجود ہے۔ یہی شخص مولوی صاحب کے پاس ہمارا خط لے کر گیا تھا۔ اور اسی سے مولوی صاحب نے یہ تقریر کی تھی۔ یہ مراسلت ۲۲ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء کو ہوئی۔ جب ۲۳ر جنوری کی صبح کو مولانا جلال الدین صاحب تشریف لے آئے۔ تو مباحثہ وحفظ امن کیلئے شرائط اور مقام مباحثہ برضامندی فریقین طے کرنے کے لئے سلسلہ جنبانی کی گئی۔ حکیم نذیر احمد صاحب سرگروہ اہلحدیث میرے مکان پر تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ اب جانے دیجئے۔ باہمی مباحثہ کے بجائے مناسب ہے۔ کہ دونوں مل کر دشمنان دین کا مقابلہ کریں۔ میں نے کہا۔ کہ ابتدا ہماری طرف سے نہیں ہوئی۔ مولوی محمد شیث صاحب نے بھرے مجمع میں چیلنج دیا۔ وہ اپنا چیلنج اسی طرح ایک جلسہ میں واپس لے لیں۔ تو ہماری طرف سے بھی کہدیا جائے گا۔ کہ ایسی صورت میں مباحثہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں مولوی صاحب نے جو غلط فہمیاں سلسلہ احمدیہ کے متعلق پھیلائی ہیں۔ ان کا ازالہ ہم اپنے جلسہ میں کر دینگے۔ حکیم صاحب موصوف اس بات کو منظور کر کے واپس چلے گئے۔ عصر کے وقت شیخ محمد صدیق صاحب میرے پاس تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ غیر احمدی اپنا چیلنج واپس لینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ حکیم نذیر احمد صاحب کے مکان پر شرائط مباحثہ طے کرنے کے لئے مجمع ہے۔ آپ کو بلایا ہے۔ چل کر شرائط طے کر لیں۔ میں ان کے ساتھ گیا۔ شرائط پر گفتگو دیر تک ہوتی رہی۔ مولوی محمد شیث صاحب کہیں دعوت کھانے کیلئے تشریف لے گئے۔ اور مولوی ظہور الحق دیوبندی وغیرہ کو اپنی طرف سے پنچ مقرر کر گئے۔ نماز مغرب میں نے وہیں پڑھی۔ اس کے بعد کی نشست میں جب تمام شرائط مباحثہ طے ہو گئے۔ تو آخری شرط غیر احمدی صاحبوں کی طرف سے یہ پیش ہوئی۔ کہ ایک ثالث مقرر کیا جائے۔ جس فریق کے حق میں ثالث فیصلہ کر دے۔ وہ فتحیاب سمجھا جائے۔ دوسرا فریق اس کا مذہب قبول کرے۔ میں نے کہا۔ کہ ثالث دلائل کی بنا پر اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کریگا۔ انہیں دلائل کی بنا پر پبلک خود فیصلہ کر لیگی۔ مذہبی معاملہ میں ایسے ثالث کی ضرورت نہیں۔ غیر احمدی حضرات تقرر ثالث پر بجد مصر ہوئے۔ میں نے یہ دیکھکر کہ غیر احمدی بیجا ضد کر کے مباحثہ کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ یہ تجویز پیش کی۔ کہ تقرر ثالث کے متعلق مولوی جلال الدین صاحب شمس سے مشورہ کر کے کل آپ کو بذریعہ تحریر اطلاع دیجائیگی جب تک آپ کسی ایسے ثالث کو تلاش کریں۔ جو عربی زبان کا ماہر ہو۔ اور جن الفاظ میں ہم ان کو حلف دینا چاہیں۔ ان الفاظ میں حلف اٹھا کر فیصلہ لکھ کر سنا دے۔ اس پر جلسہ اس وقت برخواست ہوا۔ صبح کو میں نے مولانا جلال الدین صاحب کے مشورہ کے بعد مندرجہ ذیل خط غیر احمدی صاحبان کے وکیل کے پاس بھیجا۔

اٹاوہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت جناب مولوی ظہور الحق صاحب پیش نماز مسجد سید واڑہ۔ بعد ما وجب مکلف ہوں۔ کہ یہ پرچہ متعلق تقرر ثالث یا حکم بھیجتا ہوں۔ آپ حسب وعدہ جناب مولوی محمد شیث صاحب مناظر کو دکھا دیں۔ اور اس کا جواب برائے مہربانی جلد بھیجدیں۔ مضمون متعلق تقرر ثالث حسب ذیل ہے:۔

یہ ضرور اگر ایک حکم ہونا چاہیئے۔ جو فیصلہ کرے کہ فلاں فریق حق پر ہے۔ اور فلاں فریق باطل پر۔ اور جس کے خلاف فیصلہ دے۔ اسے اپنے مذہب کو چھوڑ کر فاتح کے مذہب کو اختیار کرنا ہوگا۔ اس کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ کوئی دنیاوی معاملہ تو ہے نہیں دینی معاملہ ہے۔ پس اگر مولوی محمد شیث صاحب مناظرہ بغیر تقرر ثالث نہ کریں۔ تو ثالث وہ ہونا چاہیئے۔ جو قرآن مجید۔ احادیث۔ اصول حدیث۔ اور لغت عربی وغیرہ سے بخوبی واقفیت رکھنے والا ہو۔ متعصب اور کسی فریق کا طرفدار نہ ہو۔ فیصلہ مدلل لکھے۔ اور اس فیصلہ کے لکھنے سے پیشتر حلف مؤکد بعذاب

اُٹھائے۔ جس کے الفاظ یہ ہونگے:۔ "مَیں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتا ہوں کہ مَیں نے فریقین کے تمام دلائل کو پوری توجہ کے ساتھ سُنا۔ اور ان کو خوب سمجھ لیا۔ مجھے فریقین میں سے کسی فریق کے ساتھ عداوت نہیں ہے۔ میں فریقین کے دلائل کو سُنکر غلطی سے نہیں۔ بلکہ کامل تحقیق اور سچائی کے ساتھ اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ فلاں فریق باطل پر ہے۔ اور فلاں حق پر ہے۔ اے عالم الغیب خدا تو جو دلوں کے حالات سے واقف ہے۔ اور تجھ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اگر مَیں نے یہ فیصلہ کسی فریق کی رعایت سے کر دیا ہو۔ اور یہ فیصلہ غلط ہو تو اس فیصلہ کے سنانے کے وقت سے ایک سال کے اندر مجھے اور میری بیوی بچوں کو اپنی قہری تجلی کا نشانہ بنا۔ اور موردِ عذاب کر۔ آمین۔ جس ایک سال مذکور کے گذرنے پر اگر ثالث پر کوئی عذاب الٰہی نازل نہوا تو ثالث کا فیصلہ صحیح سمجھا جائے گا۔ اور جس فریق کے حق میں وہ فیصلہ ہو گا۔ اس فریق کا حق پر ہونا اور دوسرے فریق کا باطل پر ہونا ظاہر ہو جائیگا۔ اور شکست یافتہ فریق کو فتحیاب فریق کا مذہب اختیار کرنا ہو گا۔ بلحاظ الفاظ آئندہ اگر کوئی شخص ثالث ہونا منظور نہ کرے۔ تو پبلک اپنے دل میں خود تصفیہ کریگی۔ جیسا کہ مناظروں میں ہوا کرتا ہے۔ مولوی ظہور الحق صاحب نے اس خط کا جواب حسب ذیل دیا:۔ "جناب میر صادق حسین صاحب مختار عدالت یہدیکم اللہ۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ شب کی مجلس میں تصفیہ کے بعد فوری تبدیل مذہب کی گفتگو و شرط تھی۔ یعنی مفتوح کو فاتح کا مذہب حق فوراً تسلیم کرنا پڑیگا۔ سال دو سال تک ایک دوسرے کی تباہی و بربادی کے انتظار کا ذکر نہیں تھا۔ رہا ایسے حکم و ثالث کا دستیاب ہو جانا جیسا آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ وہ ممکن ہے۔ غرضکہ اس شرط کے ساتھ تو میں مولانا جودت کو آمادہ کر سکتا ہوں۔ فقط بندہ ظہور الحق ۲۴ر جنوری۔"

اسکے جواب میں مَیں نے ذیل کا خط بھیجا:۔

"جناب مولوی ظہور الحق صاحب پیش نماز مسجد گڈری یہدیکم اللہ۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ میری طرف سے رقیعہ جناب کے پاس عریضہ کوئی گیارہ بجے بھیجا گیا۔ مگر آپ کا رقعہ ۳ بجے ملا۔ اگر آپ ان شرائط کے مطابق ثالث ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور جو شرائط فیصلہ کے لئے لکھے گئے ہیں۔ منظور نہیں کرتے۔ تو اس شرط کو چھوڑ دو۔ پبلک خود ثالث ہو گی۔ ہر ایک شخص اپنی سمجھ کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ اپنی سمجھ کے مطابق قابل مواخذہ ہو۔ اس لئے مناسب یہی ہے۔ کہ بغیر ثالث کے پبلک پر فیصلہ چھوڑ کر مناظرہ کر لیں۔ پس اگر مناظرہ کرنا منظور ہے تو منظوری سے مطلع فرمائیں۔ راقم سید صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ۔ ۲۴ر جنوری ۱۹۲۴ء"

اس خط کا جواب مولوی ظہور الحق صاحب نے نہیں دیا نہ رسید دی۔ جب ہم نے یہ دیکھا کہ غیر احمدی صاحبوں نے مباحثہ کا چیلنج تو دلا دیا۔ مگر اب وہ کسی طرح مباحثہ پر رضامند نہیں ہوتے۔ تو اپنے جلسوں کی منادی روزانہ کرائی۔ چنانچہ پانچ دن تک احمدی جلسے ہوتے رہے۔ اور ان جلسوں میں مولوی صاحب کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔ سامعین کو رفع شکوک کا موقع دیا گیا۔ وفات مسیح۔ ختم نبوت۔ صداقت مسیح موعودؑ پر مولانا جلال الدین صاحب۔ مولوی محمد عثمان صاحب احمدی اور راقم نے مدلل تقریریں کیں۔ ہر ایک مبحث کے متعلق کتابیں پیش کی گئیں۔ حوالجات نوٹ کرائے گئے۔ غیر احمدی مولوی صاحب کے کفر کے فتووں کے جواب میں یہ کارروائی کی گئی۔ کہ اہل حدیث اور دیوبندیوں پر کفر کے فتوے جو رضائی پارٹی نے چھاپکر شائع کئے ہیں وہ جلسے میں پیش کئے گئے۔ مدراس ہائیکورٹ کی وہ نظیر حاضرین جلسہ کو دکھائی گئی۔ جسمیں یہ تجویز ہوا ہے۔ کہ احمدی خالص مسلمان ہیں۔ غرض مولانا جلال الدین صاحب کی زبردست اور پُر اثر تقریروں کا سامعین پر نہایت عمدہ اثر ہوا۔ دو شخص یعنی مسمیان شیخ گلاب ولد شیخ عبداللہ ساکن خان پور پرگنہ اوریا ضلع اٹاوہ و شیخ وزیر محمد ساکن موضع پچھایاں گاؤں پرگنہ و ضلع اٹاوہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایک مرتبہ سنا گیا کہ مولوی محمد شیث صاحب نے چندہ جمع کر کے مبلغ دو سو روپے اپنے جلسہ میں رکھے۔ کہ جو احمدی صداقت نبوت مرزا صاحب ثابت کر دے۔ وہ دو سو روپیہ لے لے۔ ان کے جواب میں حکیم قربان حسین صاحب نے احمدیہ جلسہ میں مبلغ پندرہ سو روپے کے نوٹ پیش کر کے کہا کہ پانسو روپے کے نوٹ وہ شخص لے لے۔ جو صداقت مسیح موعود کے دلائل توڑ دے۔ اور ہزار روپے کے نوٹ وہ لے لے۔ جو حضرت مسیح اسرائیلی کا زندہ بجسم خاکی آسمان پر اٹھ جانا اور پھر ویسے ہی نازل ہونا ثابت کر دکھائے۔ مگر کسی مولوی کا حوصلہ نہ پڑا۔ اس سبب سے کئی شخص جو احمدیت سے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ اس عقیدات میں پختہ ہو گئے۔ کتنے ہی غیر احمدی احمدیت کے قریب آگئے۔ اگر ایسے ہی جلسے اٹاوہ میں ہوتے رہے۔ تو انشاء اللہ بہت جلد سلسلہ احمدیہ کو عظیم الشان ترقی نصیب ہو گی۔ ایک منصف مزاج سن رسیدہ غیر احمدی نے جلسہ میں کہا کہ مسیح کی وفات بے شک ثابت ہو گئی۔ اور ان کو زندہ آسمان پر بجسم خاکی بیٹھا ماننے میں آنحضرت صلعم کی ہتک ہے۔ بعض غیر احمدیوں نے علانیہ اعتراف کیا۔ کہ مولوی محمد شیث صاحب گالیوں، ٹھٹھوں، قصہ کہانیوں کے سوائے کچھ دلائل پیش نہیں کر سکتے۔ نہ ان میں یہ قابلیت ہے۔ کہ مولانا جلال الدین صاحب سے مقابلہ کر سکیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اٹاوہ میں احمدیت کی خوب تبلیغ ہوئی۔ اور بعض حاسد معاند جو تبلیغ احمدیت میں روک ڈالنا چاہتے تھے وہ اپنے ارادوں میں ناکامیاب رہے۔

بالآخر مولوی محمد شیث صاحب گلابی وہابی بہزار حسرت و ناکامی۔ رسوائی و خرابی ۲۷ر جنوری ۱۹۲۴ء کو اٹاوہ سے رخصت ہو گئے۔ سُنا ہے کہ دو شخصوں کے حق میں وصیت کر گئے ہیں۔ ۲۸ کی شام کو احمدی جلسے ختم ہوئے۔ اسی تاریخ کو ماسٹر اسلم صاحب انسپکٹر مجاہدین تبلیغ فرخ آباد و امیر وفد المجاہدین اکبر آباد کے تار میرے نام آئے کہ مولانا جلال الدین صاحب کو فوراً فرخ آباد بھیج دیا جائے۔ اس لئے مولانا جلال الدین صاحب آج ۲۹ر جنوری ۱۹۲۴ء

کو بارہ بجے دن کی گاڑی سے فرخ آباد روانہ ہو گئے۔ انہیں دنوں میں مستری شیخ کریم بخش صاحب کے چھوٹے بیٹے کی شادی تھی۔ اس لئے مستری صاحب موصوف نے اس دوہری خوشی میں اخراجات جلسہ کا بہت بڑا حصہ اپنے ذمہ لیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔ کئی غیر احمدی صاحبوں نے کفر کے فتوؤں کی پرواہ نہ کر کے ہمارے جلسوں میں نہایت خلوص اور بے تعصبی کے ساتھ مردانہ وار پارٹ لیا۔ خدا تعالیٰ ان کی محنت وسعی کو قبول فرمائے اور انکو اعلائے کلمۃ اللہ کی کامل توفیق بخشے ۲۹ جنوری کو بعض غیر احمدی معززین نے منشی محمد عثمان صاحب غیر احمدی مینجر سنگر کمپنی کی معرفت مولانا جلال الدین صاحب کی موجودگی میں میرے پاس یہ پیام بھیجا کہ خیر اس مرتبہ جو کچھ ہؤا وہ ہؤا۔ آیندہ ہم اپنے علماء کو بلا کر اعلیٰ پیمانہ پر مباحثہ چاہتے ہیں۔ آپ شرائط مباحثہ طے کر کے احمدی علماء کو بلا لینا۔ اور اگر غیر احمدی علماء مباحثہ نہ کرینگے۔ تو ہم سب احمدی ہو جائینگے۔ میں نے کہا کہ ہم کو ایسا مباحثہ بھی خوشی کے ساتھ منظور ہے۔ آپ جن معززین کی طرف سے یہ پیام لائے ہیں۔ ان کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس لے آئیں۔ اور وہ پھر ہم سے شرائط مباحثہ طے کر لیں۔ بعد ازاں ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مدظلہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجکر احمدی علماء کو بلا لینگے۔ مگر منشی صاحب موصوف اب تک کوئی تحریر مطلوبہ ہمارے پاس نہیں لائے آیندہ جو کچھ ہو گا۔ اس سے اطلاع دی جائیگی میری رائے یہ ہے۔ کہ غیر احمدی مباحثہ کے لئے رضامند ہوں یا نہ ہوں۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے مفاد کے لئے اٹاوہ میں احمدیت کی تبلیغ اعلیٰ پیمانہ پر ضروری ہے

راقم

سید صادق حسین مختار عدالت و
سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ

ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی اور اتحاد

ہوتا نہیں ہے دیکھیں بھلا کس طرح اثر
لو آج نامہ لکھتے ہیں خونِ جگر سے ہم

صلح کے بعد جنگ اور جنگ کے بعد صلح ایک عام قانون قدرت ہے۔ کوئی قوم گو وہ کیسی ہی مہذب اور شائستہ کیوں نہ ہو۔ اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتی ہے قوم تو قوم۔ قوم کا ہر فرد بھی اس کے زیر اثر ہو سکتا ہے۔ دنیا کی تاریخ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں گذری ہے۔ جو اپنے معاصر اقوام کے ساتھ ہمیشہ کے لئے مصالحت سے رہی ہو۔ اور کسی ایسی قوم کا ہمیں علم نہیں ہے۔ جس نے اپنا مسلک ہمیشہ جنگجوئی رکھا ہو۔ حاکم و محکوم کے تعلقات میں کشیدگی اور پھر ایک سے دوسرے کی دلجوئی ہمارا روزانہ مشاہدہ ہے۔ خیالات کی تبدیلی۔ جذبات کی برانگیختگی سے ایسے کرشمے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جو یکجہتی اور یکرنگی کو ہبار منثور اکر دیتے ہیں۔ اور پھر میانہ روی اور اعتدال پسندی سے وہ برکات ظاہر ہوتی ہیں۔ جو قوموں کے نفاق اور بدباطنی کو دور کرتی ہوئیں انہیں اتحاد کے پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیتی ہیں

از مکافاتِ عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو زجو

مگر افسوس ہے کہ ہم مسلمانوں نے اتحاد کے مفہوم کو اب تک نہیں سمجھا۔ اتحاد کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کسی خاص مقصد کیلئے دو قوموں میں بظاہر اتحاد ہو جائے حالانکہ ہر ایک قوم کے دل میں کدورت دوسرے اسباب کی بنا پر باقی رہتی ہو۔ ایسا اتحاد تو صرف ایک زبانی جمع خرچ ہوتا ہے۔ جس میں حقیقت کی کوئی روح نہیں ہوتی ہے۔ خلافت کے مسئلہ میں ہندوؤں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ اور سوراج کے حاصل کرنے کے منصوبوں میں مسلمانوں نے اپنی پوری ہمت اور کامل طاقت کے ساتھ ہندوؤں کا ہاتھ بٹایا۔ کیا اس سے حقیقی طور پر ہر دو قوموں میں اتحاد ہو چکا؟ کیا ہر ایک قوم اپنے اغراض کو دوسرے کے اغراض پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو چکی؟ ہرگز نہیں ؛

ہندوستان کی یہ ہر دو عظیم الشان قومیں اگر کسی خاص مقصد کے لئے ایک معین مدت تک مل جل کر بھی رہیں۔ تو ہرگز اس بات کی ضمانت نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ اتحاد خلوص دل کے ساتھ اور نیک ارادوں سے وابستہ ہو کر برقرار رہیگا اور اسکی مدت دیرپا ہو گی۔ ادہر غرض نکلی ادہر اتحاد ٹوٹا۔ اس کی مثال اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ معمار جبکہ کسی مکان کی تعمیر کرنے لگتا ہے۔ تو اس کو چند ایسی اینٹوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو کمان کو اس کی پختگی کی حالت تک تھام کر رکھ سکے۔ اور جبکہ کمان تیار ہو کر اس قابل ہو جاتی ہے۔ کہ وہ بے سہارے کھڑی رہ سکے۔ تو معمار ان اینٹوں کو جن کو وہ صرف اپنی مقصد براری کے لئے استعمال کیا تھا۔ خود اپنے ہاتھوں سے گرا دیتا ہے۔ اسلئے مسلمان اپنی طاقت کو ہندوؤں کی طاقت کے برابر کرنے سے پہلے سوراج کا خیال تک نہ کریں۔ اسلئے کہ یہ ان کے حق میں ہرگز مفید نہیں ہو گا۔ ہمارے سیاسی لیڈر سوراج کی بوالہوسی میں ہیں اور مشکلات میں دانستہ پھنسا رہے ہیں ؎

یہ کیا جانے کدہر ہے وادیٔ عشق
ہمیں خضر اور بھی بھٹکا رہے ہیں

اگر ہندوؤں اور مسلمانوں میں کوئی اتحاد ہو سکتا ہے۔ تو صرف ان شروط پر ہو سکتا ہے۔ جن کو حضرت خلیفۃ المسیح نے لاہور کے جلسہ میں پیش کیا ہے۔ اور باقی ہیچ۔ کیا یہ بھی اتحاد ہے۔ کہ مسلمانوں کا ادہر ہندوؤں سے سینہ صاف نہ ہو۔ اور ادہر ہندوؤں کو مسلمانوں سے بیزاری ہو۔

ایسے وقت میں جبکہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی نے اتحاد پر لیکچر دیا تھا۔ ہمارے مدت سے بچھڑے ہوئے لاہوری دوست ایڈیٹر پیغام صلح نے یہ آواز نکالی ہے:۔

"اس سلسلہ میں ہم میاں صاحب کو یہ یاد دلایا چاہتے ہیں۔ کہ جہاں وہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اور تدابیر سوچتے ہیں۔ وہاں کیا

انھوں نے کبھی اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں میں بھی صلح کی کوشش کی؟ اب میاں صاحب غور فرمائیں کہ ہندوؤں کے ساتھ صلح کرنے سے پہلے خود اپنے بھائیوں سے صلح کرنا کس قدر ضروری ہے۔"

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

ہمارے معزز دوست کی اس تحریر کو پڑھ کر جس قدر ہمیں خوشی ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے ہماری مدت کی آرزو اور دیرینہ تمنا یہ تھی۔ کہ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی پھر ہم سے بغل گیر ہو جائیں۔ الحمد للہ اس آرزو کے پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ مگر ساتھ ہی ہمیں یہ دھڑکا بھی ہے۔ کہ کہیں ہمارے معزز دوست نے الزاماً تو ایسا نہیں لکھا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ تحریر صرف الزامی ہو۔ اور اتحاد مقصود نہ ہو۔ اگر ایسا ہے (اور خدا کرے ایسا نہ ہو) تو ہماری امیدیں خاک میں ملکر رہیں گی۔ اور حاصل ہو گا کچھ نہیں۔

نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے اے غالب
ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

اگر واقعی یہ تحریر الزامی ہے تو اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ہندو مسلم اتحاد پر اس لئے لیکچر دیا ہے۔ کہ اس کی نسبت ہندوستان کے ہر گوشہ سے صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور اس کے شور سے آسمان گونج رہا ہے۔ پس کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اتحاد پر روشنی ڈالی جاتی۔ اور اس کا ایک معقول طریقہ بتایا جاتا۔

ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی تو ہمارے ہیں غیر نہیں صرف خیالات کے اختلاف سے آپس میں کچھ کشیدگیاں واقع ہو چکی ہیں۔ جو دیرپا نہیں ہو سکتی ہیں۔

شریک ہو کے رہے یا الگ بنائے گھر
کسی طرح نہیں دریا حباب سے باہر

جناب! اگر آپ صلح کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تو لیجئے ہم بھی دو قدم آگے بڑھ کر آپ کا استقبال کرتے ہیں۔

دکھائے یار کرامت تو میں کروں اعجاز
وہ بے دہن کرے باتیں میں بے زباں فریاد

جناب! حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی بھی آپ کی تجویز پر ضرور غور فرما دینگے۔ آپ کے خیالات نہایت وسیع ہیں۔ اور آپ کا دل نہایت درجہ نرم ہے۔ اور آپ کو مصالحت کا ذوق و شوق اس حد کا ہے کہ آپ تو آپ دوسرے غیر اقوام سے بھی مصالحت کرنے میں پیش قدمی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ مصالحت اپنے اصلی معنے میں ہو

کدورت کب جگہ پاتی ہے دل میں صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

شرائط صلح پیش کرنے میں آپ ضرور اس بات کا لحاظ رکھیں۔ کہ وہ کہیں ہمارے خیالات سے ٹکرا نہ کھائیں جس سے دوراز مآل تو تو اور میں میں کا جھگڑا شروع ہو جائے۔ اور ہمیں یہ کہنے کا موقعہ ملے

اند دگر بصلح در جنگ باز کرد
صلح بمصلحت پئے جنگ دراز کرد

میری اپنی رائے تو یہ ہے۔ کہ آپ کو اگر اتحاد کا صحیح ارادہ ہے۔ تو آپ کوئی شرط پیش نہ کریں مصالحت کے بعد ہم آہنگی اور خوش اخلاقی کے ساتھ اختلافی مسائل کا تصفیہ فرمالیں۔ آخر اختلافی مسائل تو ایسے نہیں ہیں۔ جن کا تصفیہ ایک دشوار گذار منزل کا طے کرنا ہو۔ آپ کو صلح کے بعد معلوم ہو گا کہ اس کا اثر کس قدر قابل رشک ہوتا ہے۔ اشاعت اسلام کے مقصد میں جو آپ کا اور ہمارا عام مقصد ہے کیسی کامیابی ہوتی ہے۔ زمین کے آخری کناروں تک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا کیسی بلند ہوتی ہے۔ اور ساری دنیا کی آنکھیں ہماری حیرت انگیز تعجب خیز بلکہ معجز نما متفقہ کارروائیوں سے کیسی چکا چوند ہوتی ہیں

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے

آپ اس وقت دل کو مضبوط کر کے اور قوت ارادی کو مستحکم کر کے اپنے خیالات پر غالب آجائیں۔ اور اپنی آن کے وہم کو دل سے باہر پھینک کر صلح کے لئے ہاتھ بڑھائیں الصلح خیر

عشق بازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے امیر
دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

حکیم محمد سعید چودھری۔ میلاپور روڈ۔ مدراس

شدھی کی اشدھی

آریوں کی ستم آرائی

منجملہ اُن ذرائع کے جو آریہ لوگ ملکانوں کے اشدھ کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ چند ایک جن پر آجکل خصوصیت کے ساتھ ضلع متھرا میں زور دیا جا رہا ہے۔ اور میرے نوٹس میں لائے گئے ہیں   یہ ہیں۔ کہ جو لوگ اشدھ ہونے سے انکاری ہوں۔ یا اشدھ ہو چکنے کے بعد دین اسلام میں واپس آگئے ہوں۔ ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم روا رکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ سننے میں آیا ہے۔ کہ ان کے اموال اور مویشیوں کی چوریاں کروائی جاتی ہیں۔ انکی مستورات کو چھیڑا اور ستایا جاتا ہے۔ ان کے گھروں میں اینٹیں پھینکوائی جاتی ہیں۔ ان کے کھیتوں کو رات کے وقت اجاڑ دیا جاتا ہے۔ اور چارہ وغیرہ چوری کٹوا دیا جاتا ہے۔ اور مظلوم ملکانوں کو علی الاعلان کہا اور کہلوایا جاتا ہے۔ کہ ان تمام مظالم اور تکالیف سے بچنے کا صرف ایک علاج ہے۔ اور وہ یہ کہ تم اشدھ ہو جاؤ۔ خدا چاہیگا تو یہ لوگ باوجود ان مظالم کے اپنے دین پر قائم رہینگے۔ اور ظالموں پر کسی نہ کسی رنگ میں عذاب الٰہی نازل ہو گا۔ سردست ہم پبلک کو اس بات سے واقف کرنا چاہتے ہیں کہ آریہ لوگ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کس طرح چھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئے ہیں۔ تعجب ہے کہ جو لوگ مسلمانوں پر دین اسلام کو بجبر پھیلانے کا الزام لگاتے ہیں خود وہ اپنے دہرم کی اشاعت کے لئے ایسے ناجائز [illegible] کو استعمال کر رہے ہیں

منشی محمد ابراہیم بی اے۔ انسپکٹر حلقہ متھرا احمدیہ دارالتبلیغ اگرہ

اطلاع۔ برادرم قدرت اللہ صاحب احمدی پرو پرائٹر احمدی برادرس اہرن بیج لکھنؤ سے تحریر کرتے ہیں کہ جو احباب کوئی ٹریکٹ یا رسالہ جو کہ غیر احمدیوں عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں میں تبلیغ کے لئے مفید ہو شائع کریں تو مجھے ضرور ایک ایک نسخہ بھیجدیں۔

زین العابدین۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

وصیّت ۲۰۹۸

میں فیض علی ولد کرم الدین قوم جٹ جالب ساکن بچی کوٹلی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔

(۳) اسوقت میری کوئی جائداد نہیں۔ میں اصولی طبیب ہوں۔ اور کچھ کاشتکاری بھی کر لیا کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی زندگی میں خواہ مجھے طب کے ذریعہ حاصل ہو یا بذریعہ کاشتکاری۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ انشاء اللہ حسب ہدایات دفتر مقبرہ بہشتی میں داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کردیا کرونگا۔ العبد :۔ فیض علی بقلم خود ۹/۲/۲۴ گواہ شد۔ کرم الٰہی احمدی گوجرانوالہ۔ گواہ شد۔ عبدالعزیز درزی گوجرانوالہ

وصیّت ۲۱۰۷

میں محمد بی بی زوجہ میاں محمد الدین صاحب زرگر قوم قریشی سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد و متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی (۳) اسوقت میری جائداد صرف مبلغ ۱۰۰ روپیہ مہر ہے۔ اور میرا کوئی زیور ایک روپیہ کا بھی نہیں۔ اور نہ ہی کوئی جائداد ہے۔ میں کوشش کرونگی کہ اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ اپنی زندگی میں داخل خزانہ کر جاؤں اگر خدانخواستہ میں ایسا نہ کرسکوں جیسے زیور رہنمو ضایع ہوئے خاوند پر فرض ہوگا کہ وہ میرا حصہ جائداد کا انجمن کے حوالہ کر دے۔ العبد محمد بی بی۔ قادیان ۱۸/۱۰/۲۳ گواہ شد عبدالکریم مولوی فاضل قادیان + گواہ شد محمد دین زرگر شوہر موصیہ قادیان

وصیّت ۲۱۰۶

میں منشی غلام حسین ولد میاں سلطان احمد قوم اعوان ساکن بچھریاں ضلع گجرات۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

(۱) میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری جائداد موجودہ اسوقت کوئی بھی نہیں البتہ میں ۳۵ ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں۔ بدیں وجہ ماہواری آمد کی وصیت کرکے اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کرتا رہونگا۔ اگر ایسی میری آمدنی سے جس کا میں دسواں حصہ وصیت ادا کرچکا ہوں کوئی جائداد پیدا یا ثابت ہوجائے تو ایسی جائداد پر صدر انجمن کو قبضہ کرنے کا حق نہ ہوگا۔ ۲۳/۱۱ العبد۔ منشی غلام حسین بقلم خود۔ گواہ شد مبارک علی شاہ احمدی بقلم خود + گواہ شد عنایت اللہ ٹیلیگرافسٹر بقلم خود

وصیّت ۲۹۰۷

میں مرغوب اللہ احمدی ولد حکیم محمد عبدالجلیل آوان بکھنہ بھوجپور اپنی جائداد متروکہ کے متعلق بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ کے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) اسوقت میری کوئی جائداد نہیں صرف میں ۵۰ ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں۔ لہذا میں اپنی آمدنی کی وصیت کرتا ہوں کہ ماہ بماہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں اغراض وصیت کو پورا کرنے کے لئے بھیجتا رہوں گا۔ نیز جو میری جائداد اس آمدنی سے پیدا ہوگی۔ جس کا میں دسواں حصہ ادا کرچکا ہوں اس پر انجمن کو قبضہ کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی جائداد مجھے ایسی ہی ملجائے جو میری آمدنی سے نہیں بنی اسکے دسویں حصہ پر وصیت حاوی ہوگی۔ العبد۔ مرغوب اللہ احمدی قادیان ۱/۱۰/۲۳ گواہ شد۔ محمد دین مہاجر قادیان۔ گواہ شد عبدالغنی ناظر بیت المال قادیان

وصیّت ۲۱۰۱

میں عبدالرحیم ولد سید امین قوم پٹھان ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کرتا ہوں کہ میرے مرنے کیوقت مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ ۱/۱۰ سے وصیت کردہ سے منہا دیجائیگی۔ میری اسوقت موجودہ جائداد حسب ذیل ہے :۔

برلب ڈھاب ایک مکان خام ۱۲ مرلہ زمین میں جس کا حدود اربعہ شمال قطعہ زمین ولیداد صاحب پٹھان۔ جنوب قطعہ زمین عبد ... پٹھان۔ شرقاً زمین سفید ملکیت مرزا گل محمد صاحب۔ غرباً ڈھاب اسوقت موجودہ جائداد کی قیمت اندازاً ایک سو روپیہ ہوگی العبد۔ عبدالرحیم خان پٹھان۔ گواہ شد غلام رسول گواہ شد۔ عبدالاحد کابلی ۔ ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء

وصیّت ۲۱۰۰

میں عبدالرؤف ولد غلام محمد صاحب مرحوم قوم اعوان ساکن کبیرہ حال قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیّت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی (۳) میری موجودہ جائداد ایک چھوٹے سے مکان کے اور کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں۔ یہ مکان میرے یتیم برادر زادوں کے قبضہ میں ہے جو خریدنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اسوقت میری موجودہ جائداد صرف تنخواہ ہے جو کہ مبلغ للعہ ماہوار ہے اسلئے میری تنخواہ میں سے دسواں حصہ تادم زیست وضع ہوتا رہے۔ اور کمی و بیشی پر بھی دسواں حصہ گھٹتا بڑھتا رہیگا والسلام۔ الراقم عبدالرؤف ہیڈ کلرک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد۔ محمد فضل الٰہی بھیرہ۔ گواہ شد۔ محمد شفیع ۔ ۱۸/۸/۲۳

خدا کی نعمت

سنہ ۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعدازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ حضرت مولوی صاحب تمام جماعت کیلئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے تھے۔ میں نے آپ کے پاس رہنا شروع کیا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا۔ میاں تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہ بیماری ہو۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے۔ مینے خیال نہ کیا۔ پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب مینے آپ کی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی اس دوائی کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ جن دوستوں کے ہاں یہ بیماری ہو۔ یہ عجیب نسخہ استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہوگی۔ قیمت دوائی تین روپیہ۔ المشتہر عبدالرحمن کاغانی۔ دواخانہ رحمانی۔ قادیان ضلع گورداسپور

موتی کوڑیوں کے مول

مجھے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کیلئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے اسلئے صرف چند روز کے واسطے حسب ذیل معرکۃ الآرا کتب کارشی جنہے آریہ سماج کی جڑیں ہلا دی ہیں۔ نصف قیمت یعنی ۸ کی بجائے ۴ اور محصولڈاک ۱۲ر کل للعہ کو ملیگا۔ ہندو دھرم کی حقیقت۔ [illegible] کی حقیقت۔ پروفیسر رام دیو کا جواب۔ ہندو دھرم دستور اج۔ [illegible] وید و قربانی۔ قرآن مجید اور وید۔ باوا نانک کا مذہب۔ [illegible] عمری باوا نانک۔ سکھ و اذان۔ اذان کا گورمکھی ترجمہ۔ گوروں کی بانی پر [illegible] مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ سکھوں سے مباحثہ۔ جلدی درخواست کریں۔ پتہ [illegible]

رشتے درکار ہیں

(۱) سادات کی ایک پڑھی لکھی لڑکی کے لئے خوش حیثیت سید ہو۔ (۲) قریشی خاندان کی ایک خواندہ لڑکی کیلئے دیہاتی زندگی کو ترجیح ہے۔ (۳) ایک مڈل تک تعلیم یافتہ لڑکی کیلئے علمی خاندان شہری زندگی۔

معرفت بنام [illegible] ۔ قادیان

تریاق چشم

ایک معزز غیر مبائع صاحب نے پیغام صلح کو لکھا

"تریاق چشم پر تنقید"

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر (پیغام صلح) صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ذیل کی چند سطور درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں۔

ایشیائی دماغ بھی بعض دفعہ حیرت انگیز ایجادیں کرتا ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ مگر ایشیائی پبلک کی سرد مہری اور ناقدرشناسی ایسے دماغوں کے حوصلہ کو پست کر دیتی ہے۔ مگر یورپ میں ایسی حالت نہیں۔ وہاں کی ایجادات نہ صرف وہاں بلکہ تمام دنیا میں مقبول ہو جاتی ہیں۔ شکر ہے۔ کہ اب اس براعظم میں بھی اپنے کیلئے ہمدردی کا احساس پیدا ہونے لگا ہے۔ اور اغیار کے مقابلہ میں اپنے لوگوں کو ترجیح دی جانے لگی ہے۔

ہمارے ایک احمدی دوست نے ایک سرمہ ایجاد کیا ہے۔ جس کا نام عنوان میں درج ہے۔ وہ حیرت انگیز طریق سے آنکھوں کے ککروں خارش اور کھجلی کو دور کرتا ہے۔ آنکھ کی سرخی کو کاٹ دیتا اور چھپروں کے متورم مادہ کو خارج کر کے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کر دیتا ہے۔ بالخصوص بچوں کے ہر قسم کے آشوب کیلئے یہ سرمہ فی الواقع تریاق ہے۔ میں نے خود اس کو استعمال کیا ہے۔ اور اسوقت تک میرا قلم اس موضوع پر نہیں اٹھا۔ جب تک اس کے حیرت انگیز نتائج کو میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا۔ اخبار ذوالفقار اور الفضل وغیرہ نے اس پر تنقیدیں لکھی ہیں۔ پرائیویٹ اشخاص نے اس پر بہترین ریویو کئے ہیں۔

چونکہ یہ چیز فی الواقعہ مفید ہے۔ میں نے ضروری سمجھا۔ کہ احمدی پبلک کو اس سے مطلع کردوں (مفصلہ ذیل پتہ سے اسکو طلب کیجئے۔ قیمت صہ پانچ روپے فی تولہ ہے) مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم گڑھی شاہدولہ۔
گوجرات۔ پنجاب

(خاکسار محمد حسن بی۔ اے۔ ایل ایل بی پلیڈر۔ گوجرات)

نوٹس

بعدالت جناب جے۔ لے واس صاحب ڈسٹرکٹ جج انچارج کا سکویڈیشن لاہور دربارہ انڈین کمپنیز ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۹۱۳ء اور امرت سر نیشنل بینک ان لکویڈیشن

آنریبل مسٹر جسٹس براڈوے جج ہائی کورٹ لاہور نے بذریعہ ایک حکم مورخہ ۱۷ر جنوری سنہ ۱۹۲۲ء مسٹر مدن گوپال اور ہیمس داس وکلا ہائی کورٹ لاہور کو مذکورہ بالا بنک کے سرکاری سکویڈیٹر مقرر کیا ہے

۲ فروری سنہ ۲۲ء

دستخط۔ صاحب ڈسٹرکٹ جج

اشتہار

میرا لڑکا فضل کریم میرا سخت نافرمان ہے۔ کئی بار میرا مقابلہ کر چکا ہوں۔ اسلئے میں تنگ ہو کر فضل کریم کو اپنی فرزندی کے حقوق سے عاق کرتا ہوں۔ وہ میری کسی جائیداد کا وارث وحقدار نہیں ہوگا۔ اسکے لین دین [illegible] میں یا میری جائداد ذمہ وار نہیں [illegible] پولیس کارروائی کی جائیگی۔ باقی وصیت نامہ میں لکھوں گا۔

سب اوورسیر

اوورسیر سب انجنیئر کے پراسپکٹس مینجر سول انجنیئرنگ کالج پشاور سے مفت طلب فرماویں۔

مختصر خبریں

نیویارک ۵ر فروری بیان کیا گیا ہے کہ میکسیکو کے باغیوں نے ویرا کروز خالی کر دیا ہے۔

میکسیکو ۴ر فروری ... ... ریگان نے اعلان ... ... افواج نے کارڈووا پر قبضہ کر لیا ہے۔ آپ نے ویرا کروز کے تخلیہ کی بھی تصدیق کی ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنرل ہیورٹا بھاگ گیا ہے ؎

طہران ۷ر فروری ۲۱ر جنوری سے ۳۱ر جنوری تک اس زور کی اور بے نظیر بارش ہوئی۔ کہ عربستان کا بہت سا علاقہ تباہ ہو گیا ہے۔ جان ڈل کے بیشمار نقصان کی خبر پہنچی ہے۔

پولینڈ کی پارلیمنٹ نے معاہدہ لوزان کی تصدیق کر دی ہے۔

انگورہ کی مجلس وطنی نے انگورہ۔ ارض روم کے درمیان ریلوے لائن بنانے کیلئے بارہ ملیون پونڈ کی منظوری دیدی ہے ؎

ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جاپانی پارلیمنٹ اپنے ... اجلاس ہی میں معاہدہ لوزان کی تصدیق کر دیگی۔ اور ترکی سرکاری ... ... میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ انگلستان میں بھی معاہدہ لوزان کی تصدیق میں کوئی وقت پیش نہ آئیگا ...

... انقلاب کا سامان ہو رہا ہے۔ فوج اور آبادی میں جھڑپ ہو گئی۔ بالشویک لیڈر فوج جمع کر رہے ہیں۔ کسان نعرے لگاتے ہیں۔ کہ یہودیوں کا خاتمہ کر دو۔

سوامی شردھانند کو اچھوتوں کے لئے چندہ دینے کی مخالف کمیٹی زمینداروں سے صلح کر رہی ہے ؎

اسکندریہ میں سڑکوں پر سخت مظاہرے ہوئے اور بعض جگہ میں تو نقض امن بھی واقع ہو گیا۔ آج مظاہرہ کنندگان نے روئی کے کارخانہ کی کھڑکیاں پاش پاش کر دیں۔ ریل گاڑیاں چلنا بند ہو گئیں ؎

روس کی حکومت کاغذ کی جگہ چاندی کا سکہ جاری کرنے والی ہے۔ اس کا خیال ہے۔ کہ امریکہ اور برطانیہ کے بنکوں کے پاس چاندی کے انبار لگے ہوئے ہیں ؎

بنگلور ۲ر فروری۔ سینٹ مارک کے گرجا کی چھت ماسوا گنبد کے گر گئی۔ مزدوران جو کام کر رہے تھے بچ گئے ہیں۔ گذشتہ چند سالوں میں اس گرجا میں یہ حادثہ تیسری مرتبہ واقع ہوا ہے۔

آسٹریا کے ایک ڈاکٹر نے اپنی جراحی سے دنیائے طب کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اس نے دو کیڑے لئے اس میں سے ایک کیڑا پتیاں چاٹنے والا اور دوسرا حشرات کھانے والا۔ اس نے ایک کیڑے کا سر قطع کر کے دوسرے کیڑے پر پیوند کیا۔ اور اس کا سر نکال کر اس میں لگایا۔ اس میں وہ اس حد تک کامیاب ہوا۔ کہ کیڑے زندہ رہے۔ اور اپنی حیات طبعی تک پہونچے۔ اس سلسلہ میں جو تجربہ بہت زیادہ عجیب و غریب تھا یہ کہ سر کی تبدیلی سے کیڑوں کی فطرت بدل گئی۔ یعنی پتیاں کھانے والا کیڑا حشرات کھانے لگا۔ اور حشرات کھانے والا پتیاں چاٹنے لگا ؎

لنڈن ۱۷ر جنوری۔ یہ وبائے انفلوئنزا پھیل گئی ہے۔ اموات بدن روبترقی ہے۔ خاص کر لنڈن میں زیادہ ہے۔ گذشتہ تین ہفتوں میں تقریباً ۱۰۰۰ اموات کی رپورٹ ہوئی تھی۔ جن میں سے ۲۴۵ اموات صرف لنڈن میں ہیں۔

میکسکو شہر ۹ر فروری۔ محکمہ جنگ کے افسران کا بیان ہے۔ کہ باغی لیڈر ہیورٹا کے فرار سے بغاوت کی کمر ہمت ٹوٹ گئی ہے۔ ہیورٹا یقین کیا جاتا ہے۔ کہ یوکاٹان کو بھاگ گیا ہے ؎

علاقہ کنسنگٹن میں عورتوں کی تعداد مردوں سے ۴۰۰۰ زائد ہے۔

اس وقت انگلستان میں ۹۷۸۰۰ موٹریں ہیں۔ دو سال کے اندر یہ تعداد بڑھی ہے۔ پہلے صرف ۷۵۰۰۰ تھی ؎

دارالتبلیغ سے تار

گذشتہ ماہ میں آریہ مشنریوں نے سانڈھن میں جو سخت شکست کھائی ہے۔ ناظرین اخبار کو یاد ہوگی۔ اب نیا خطرہ یہ پیدا ہوا ہے۔ کہ غیر احمدی علماء جھوٹا شور مچا رہے ہیں۔ تاکہ اپنے آدمیوں کو موضع سانڈھن میں مقیم کرنے کیلئے ایک بہانہ بنائیں۔ جو کہ اب تک زیادہ تر احمدی مبلغوں کے زیر اثر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو تصادم لازمی ہے۔ اور جس کے نتائج خطرناک ہونگے ان مولویوں کے اس رویہ کا اصل باعث حسد ہے۔ جو انہیں ہماری کامیابی کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ ہم خیرخواہان اسلام کی ہمدردی کو اپیل کرتے ہیں۔ اور ان کو اس بے جا مداخلت کی طرف توجہ دلاتے ہیں ؎

(عبد اللہ خان کٹھلی ۔ دارالتبلیغ احمدیہ ۔ آگرہ)

ٹیچر ایسوسی ایشن

ٹیچر ایسوسی ایشن ہائی سکول قادیان کا ایک جلسہ ۲۰ جنوری کو منعقد ہوا۔ جسمیں حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوا

ہم اساتذہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان اپنی انجمن کے ایک خاص جلسے میں حاضر ہو کر جناب جی۔ اینڈرسن صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب کو نوروز کی تقریب کے موقع پر نائٹ کا خطاب ملنے پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کا اپنے منصب جلیلہ کے اہم فرائض کے ادا کرنے میں حامی و مددگار ہو۔

یہ ریزولیوشن بذریعہ چٹھی صاحب موصوف کی خدمت میں بھیجا گیا۔ جس کا جواب صاحب موصوف کی جانب سے حسب ذیل الفاظ میں موصول ہوا

کیمپ کرنال ۲۸ر جنوری سنہ ۱۹۲۴ء۔ جناب ہیڈ ماسٹر صاحب آپ کے اساتذہ کی انجمن میں جو مبارکبادی کا ریزولیوشن حال ہی میں پاس ہوا ہے۔ اسکے لئے آپ کا اور آپ کے اساتذہ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے یہ چند الفاظ لکھتا ہوں۔ آپکے سکول کی بہتری کو مدنظر رکھنے والا۔ آپ کا مخلص۔ جی اینڈرسن ؎